سید جمیل احمد رضوی

لاہور کا ایک قدیم عربی اخبار

"النفع العظیم لاھل ھذا الاقلیم"

— ۲ —

تعلیم نسواں

اخبار "النفع العظیم" میں ایسے مضامین بھی شائع ہوتے تھے جن میں سماجی اور معاشرتی مسائل کو زیر بحث لایا جاتا تھا اور معاشرے کو نئے رجحانات سے متعارف کرانے کی کوشش کی جاتی تھی۔ اس بنا پر ہم اسے آج کی اصطلاح میں اس دور کا ایک "ترقی پسند" اخبار کہہ سکتے ہیں۔ ۱۲ مئی ۱۸۷۴ء کے شمارے میں تعلیم نسواں سے مسلمانوں کے اعراض پر تبصرہ کیا گیا ہے، اور انھیں ترغیب دی گئی ہے کہ وہ لڑکیوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کریں۔ اس کی تائید کے لیے مصر کی حالت کا جائزہ لیا گیا ہے کہ وہاں عورتوں کو تعلیم دلائی جاتی ہے، عربی پرچہ "الجوائب" سے ایک مضمون نقل کیا گیا ہے۔ قارئین کے لیے اس مضمون (تعلیم نسواں) کے ایک اقتباس کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:

لڑکیوں کو تعلیم دلوانا کوئی طعن و تشنیع کی بات نہیں۔ ہمیں اہل ہند کی حالت پر تعجب ہے کہ وہ انھیں تعلیم دلانے سے کیوں پرہیز کرتے ہیں۔ کیا لڑکیاں مکلف ہونے کی حیثیت سے لڑکوں کی مانند نہیں ہیں۔ عورتوں پر بھی وہی فرائض عائد ہوتے ہیں جو مردوں پر۔ اگرچہ ان پر دولت کمانا واجب نہیں، لیکن فرائض کی معرفت اور تعلیم ان کے تمام دینی اور دنیوی امور میں مدد کرتے ہیں۔ مسلمان تعلیم نسواں کی مخالفت میں سب سے آگے ہیں۔ ہندوستانی مسلمانوں کی حالت پر سخت افسوس ہے کہ وہ لڑکوں کی تعلیم میں بھی پوری کوشش نہیں کرتے، اور لڑکیوں کو بالکل تعلیم نہیں دلاتے۔ تعلیم کے فوائد ظاہر اور واضح ہیں۔ ہمیں تعجب ہے کہ ہندوستانی مسلمان اپنی لڑکیوں کے لیے یہ فوائد حاصل کرنے سے کیوں اعراض کرتے ہیں۔۔۔ کیا وہ دیار مصر کے مسلمانوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح لڑکیوں کو تعلیم دلانے میں سرگرم عمل ہیں۔[۱]

۱۔ النفع العظیم لاھل ھذا الاقلیم ۔ ۱۲ مئی ۱۸۷۴ء

مدرسہ اسلامیہ علی گڑھ کے لیے چندے کی فراہمی

یہ اخبار تعلیم کے متعلق سرسید احمد خان کے نظریات کا حامی تھا اور اس سلسلے میں ان کی کوششوں کی تحسین کرتا تھا۔ پنجاب کے مسلمانوں کو پُرزور الفاظ میں ترغیب دی گئی کہ وہ "مدرسہ اسلامیہ علی گڑھ" کے قیام کے لیے چندہ فراہم کریں۔ مسلمان رؤسا اور امرا پر خاص طور پر زور دیا گیا کہ وہ اس سلسلے میں عطیات دیں تاکہ مدرسہ نہ صرف قائم ہو جائے بلکہ مدرسہ کیمبرج کا مقابلہ کرے۔ اخبار لکھتا ہے :

مدرسۃ العلوم کے حامیوں پر یہ بات مخفی نہ ہونی چاہیے کہ پنجاب میں مسلمانوں کے مددگار بڑی دیانت داری سے روپیہ فراہم کر رہے ہیں۔ شاہ پور میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ ایک نشست میں ۱۳۹۰ روپے جمع کیے گئے۔ جو نقدی اس کے مضافات میں اکٹھی کی جائے گی، وہ مدرسۂ مذکور کے ارباب حل و عقد کے پاس پہنچ جائے گی۔ اس قصبے میں یہ کثیر رقم سردار غلام محمد خان ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور ماتحت ملازموں کی کوشش سے جمع کی گئی۔ انھیں نے ایک نیک کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں برکت دے۔ پنجاب کے تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ مدرسہ اسلامیہ کے مصارف کے لیے رقم کی فراہمی میں خان موصوف کی پیروی کریں، کیونکہ انشاء اللہ اس مدرسے کی تعمیر انھیں دین و دنیا میں نفع دے گی۔ ہم خان موصوف کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انھوں نے خالص اللہ کے لیے اور قوم کی محبت اور ترقی کے لیے یہ کوشش کی۔ ہمیں مسلمانوں کے دوسرے رؤسا سے بھی، جو کہ ملت کی ترقی اور دین کی حفاظت چاہتے ہیں، امید ہے کہ وہ خان موصوف کی پیروی کریں گے، اپنے اپنے علاقوں میں کمیٹیاں بنائیں گے، اور مدرسہ کے اخراجات کے لیے حسبِ استطاعت روپیہ فراہم کریں گے۔[۵]

"اے دینی بھائیو! دیکھو کہ خان موصوف نے کس طرح کوشش کی اور چھوٹے سے قصبے میں نقدی کی ایک کافی مقدار جمع کر لی۔ ہمیں امید ہے کہ پنجاب کے تمام اضلاع میں مسلمان رئیس مدرسہ کے لیے روپیہ اکٹھا کریں گے۔ اسی طرح کی کوشش محمد جمال الدین خان ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گوجرانوالہ نے ان ایام میں کی۔ اس طرح سے جو رقم پنجاب کے علاقے سے اکٹھی ہو گی، وہ مدرسے کی اقامت کے لیے کافی ہو گی۔ اس ضلع میں اس مقصد کے لیے ایک کمیٹی کی تشکیل بھی جمعہ کے دن دس بجے عمل میں آ چکی ہے۔ اس میں ڈپٹی کمشنر شاہ پور، کپتان ہالبرون حاکم پولیس اور قاضی علی احمد سپرنٹنڈنٹ وغیرہ شامل ہوئے۔ جب جلسہ حاضرین سے بھر

---

[۵] النفع العظیم لاھل ھذا الاقلیم ۔ ۲۰ اکتوبر ۱۸۷۳ء

گیا تو ان کے درمیان سے نواب میرزا اسد اللہ خاں نے ایک بلیغ تقریر کی۔[۵۳]

"انھوں نے کہا کہ ہم پر واجب ہے کہ ہم اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اس نے ہمیں اس زمانے میں ملکہ معظمہ کی مہربانی سے امن و امان اور مکمل آزادی عطا کی ہے۔ یہاں تک کہ جیسا امن اور آزادی ہندوستان میں پائی جاتی ہے کسی اور جگہ نہیں پائی جاتی۔ اس کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ پنجاب کے مسلمان رنجیت سنگھ کے عہد میں کھلے بندوں اذان نہیں دے سکتے تھے اور نہ وہ اعلانیہ فریضۂ نماز ادا کر سکتے تھے۔ ان دنوں لاہور کی مسجد چینی والی (چینیاں والی) میں ہاتھی باندھے جاتے تھے اور یہی حال شاہی مسجد کا تھا۔ آج ہم حکام سے نصرت و امداد کی امید کر سکتے ہیں۔ ہندوستان کی حکومت نے وعدہ کیا ہے کہ جتنا روپیہ چندہ میں اکٹھا ہوگا اتنا ہی وہ خود "مدرسہ اسلامیہ" کے اخراجات کے لیے دے گی۔ نیز گورنر جنرل ہند نے وعدہ کیا ہے کہ وہ دس ہزار روپے مدرسہ کے لیے اپنی جیب سے عنایت فرمائیں گے۔ اور نواب لیفٹننٹ گورنر شمال اور مغرب نے مدرسہ کی عمارت کے لیے تقریباً ایک سو ایکڑ زمین عطا کی ہے۔ اس مدرسہ کے لیے ڈپٹی کمشنر، اور ان کے ماتحت عملہ نے روپے بطورِ عطیہ دیے ہیں۔ آج اس کمیٹی میں اس شہر کے یورپی حکام آئے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی امداد کریں۔"[۵۴]

"سامعین کو معلوم ہونا چاہیے کہ انگلستان میں مدرسہ کیمبرج کی آمدنی والیِ بہاولپور کی آمدنی کے برابر ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ملک ہند کا کوئی ملک نظیر نہیں۔ اور اس ملک میں صاحبِ ثروت لوگ بھی موجود ہیں۔ اگر بعض دوسرے مسلمان امرا اس مدرسہ کی عمارت اور اقامت کے لیے وہی کچھ عنایت کریں جو نواب حاجی محمد کلب علی خان والیِ رامپور نے دیا ہے (انھوں نے پچاس ہزار روپے اور ایک قطعہ جاگیر دیا ہے) تو یہ مدرسہ بھی فضل و شرف اور آمدنی میں مدرسۂ کیمبرج کی مانند ہو جائے گا۔ اس وقت تک اس کی اقامت کے لیے اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو لاکھ روپیہ جمع ہو چکا ہے۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اس مدرسہ کے مصارف میں اپنا مال خرچ کریں تاکہ وہ قیامت کے دن بے حساب اجر و ثواب حاصل کر سکیں۔"[۵۵]

مدرسہ اسلامیہ علی گڑھ کے بارے میں اختلاف کا خاتمہ

۲۸ جولائی ۱۸۷۴ء کے شمارے میں یہ خبر شائع ہوئی کہ سرسید احمد خان بانی مدرسۂ اسلامیہ کے بارے

۵۳، ۵۴، ۵۵ النفع العظیم لاهل هذا الاقلیم۔ ۲۰ اکتوبر ۱۸۷۴ء

ہیں مسلمانوں میں وجہ اختلاف ختم ہوگئی ہے۔ انھوں نے دینی تعلیم کا انتظام مولوی علی بخش خان کے ذمے کر دیا ہے۔ پہلے یہ صاحب سرسید احمد خان کے مخالفین میں شامل تھے۔

"اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس وقت تک مسلمانوں کے درمیان سے ادارہ مدرسۃ الاسلامیہ میں دینی اور دنیوی تعلیم کے متعلق اختلاف دفع ہوگیا ہے۔ یہ اس طرح ہوا کہ بانی مدرسہ سرسید احمد خان بہادر نے علوم دینیہ کی تعلیم کا انتظام جناب الحاج مولوی علی بخش خان بہادر کو تفویض کر دیا ہے۔ وہ اس سے پہلے مخالفین میں شامل تھے۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ اب تمام مسلمان مدرسہ اسلامیہ کی حمایت میں ہم آواز ہو جائیں گے۔ جو ان حالات کو تفصیل سے جاننا چاہے اسے ۷ر جولائی (۱۸۷۴ء) کا "اودھ اخبار" اور ۷ر جولائی (۱۸۷۴ء) کا رسالہ "سائنٹیفک سوسائٹی علی گڑھ" کی طرف رجوع کرنا چاہیے"[۵۶]

مدرسہ کا افتتاح

ہمیں یہ جان کر بہت مسرت ہوئی کہ ۱۱ر اپریل ۱۸۷۵ء کو علی گڑھ میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے ارکان نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ اللہ کا نام لے کر جون ۱۸۷۵ء میں مدرسے کا افتتاح کر دیا جائے۔ لہٰذا مسلمانوں کو اس کے قیام سے مبارک ہو۔ اس کے قیام کا اجر انشاء اللہ ان کو دنیا و آخرت میں ملے گا[۵۷]

مولوی سید جعفر علی جارچوی کا مدرسہ اسلامیہ علی گڑھ میں تقرر

ہم نے اپنے اخبار کے شمارہ ۵ (۱۰ مئی ۱۸۷۵ء) میں یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ مولانا حافظ قاری سید جعفر علی جارچوی کو اسلامیہ طلبہ کی تعلیم کے لیے تعینات کیا جائے۔ چنانچہ ارباب حل وعقد نے ہماری درخواست قبول کی اور مولانا صاحب کا تقرر کر دیا۔ اخبار اس پر تبصرہ کرتا ہے کہ وہی اس منصب کے لائق تھے کیونکہ وہ کتب منقول و معقول کی تدریس کا تجربہ رکھتے ہیں اور ان کے شاگرد بہت قابل نکلے ہیں۔ وہ بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ اس مدرسے میں بھی ان کے شاگرد علوم و فنون میں مہارت حاصل کریں گے۔[۵۸]

حمایت اسلام

اخبار کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ اس نے مسلمانوں کی اخلاقی اور مذہبی حالت سنوارنے کے لیے

---

۵۶ النفع العظیم لاھل ھذا الاقلیم۔ ۲۸ر جولائی ۱۸۷۴ء

۵۷ ایضاً۔ ۲۷ر اپریل ۱۸۷۵ء ۵۸ ایضاً۔ ۱۵ر جون ۱۸۷۵ء

مضامین شائع کیے۔ دینِ اسلام کے محاسن قارئین کے سامنے پیش کیے گئے۔ دینِ الٰہی کی فوقیت دوسرے ادیان پر ثابت کی گئی۔ نیز ان لوگوں کو دادِ تحسین دی گئی جو خلافِ اسلام تحریکوں کا مقابلہ کرتے تھے۔ چنانچہ اس سلسلے میں ۲۹ ستمبر ۱۹۷۴ء کے شمارے میں ایک مبسوط مضمون شائع کیا گیا۔ درحقیقت یہ مضمون "پنجابی اخبار" میں شائع ہوا تھا۔ اس کا عربی ترجمہ اخبار مذکور میں بھی شائع ہوا۔ اس میں یہ ثابت کیا گیا کہ علما محاسنِ اسلام بیان کرتے آئے ہیں، لیکن ان کا احاطہ کوئی نہیں کر سکا۔ چند محاسن کا ذکر قارئین کے لیے یہاں درج کیا جاتا ہے۔

شارع علیہ السلام نے جو کچھ فرض کیا ہے اس میں اخروی فوائد کے علاوہ دنیوی منافع بھی ہیں جیسا کہ آپ نے سخت تاکید سے حکم دیا ہے کہ سائل کو نہ جھڑکو اور اسے محروم نہ لوٹاؤ۔ پھر سوال کی مذمت بھی بیان کی اور حکم دیا کہ شدید ضرورت کے علاوہ ہرگز دستِ سوال دراز نہ کرو۔ حتی الامکان چھپ کر دینے کی بھی تاکید کی۔ لا تبطلوا صدقتکم بالمنِ والاذی۔ اگر سائل و مسئول دونوں اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو یقیناً اجر و ثواب کے مستحق ہیں۔

غور کیجیے کہ اس میں ایک عمومی فائدہ اور حمیتِ انسانی کا تحفظ ہے۔ ساری دنیا میں صاحبانِ عقل اعتقاد رکھتے ہیں کہ اصلِ انسانیت غیرت و حمیت ہے اور شارع علیہ السلام نے اسی حمیت کو اسلام کا ایک رکن قرار دیا ہے یہاں تک کہ اس کا منکر دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ شارعؑ نے صاحبِ نصاب پر زکوٰۃ فرض کی ہے اور جو شخص صاحبِ نصاب ہونے کے باوصف زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، اسے دردناک عذاب کی خبر دی گئی ہے۔ سود و رشوت کی ممانعت بھی حمیتِ انسانی کی خبر دیتی ہے۔ ....

قصاص میں بھی دنیاوی فوائد ہیں جیسا کہ ارشادِ پروردگار ہے: "ولکم فی القصاص حیٰوۃ یا اولی الابصار" اے عقل والو! قصاص میں تمھارے لیے زندگی ہے۔ اگر شارع قصاص کا حکم نہ دیتے تو خون بہائے جاتے۔ .....

آخر میں لکھا ہے کہ ان ایام میں اسلام کا صرف نام ہی رہ گیا ہے۔ دین صرف ایک رسم بن کر رہ گیا ہے جس کے احکام کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ حلال و حرام میں تمیز نہیں کی جاتی۔ نیکی اور احسان کے دروازے بند کر دیے گئے ہیں۔ جود و عطا کی راہ اختیار نہیں کی جاتی۔ جو کوئی تھوڑی سی چیز کسی سائل کو دیتا ہے، اس پر بہت احسان رکھتا ہے۔ لوگ زکوٰۃ کے ادا کرنے میں حیلہ تراشی کرتے ہیں اور علما سے سو سو فتوے مانگتے

ہیں تاکہ یہ فریضہ ان سے ساقط ہو جائے"۔

اس کے بعد علم کلام کی اہمیت کو واضح کیا گیا۔ اس دور میں بعض حضرات کہتے تھے کہ علم کلام کا کوئی فائدہ نہیں۔ مضمون نگار نے اس نظریہ کی مخالفت کی ہے اور اس کی افادیت و اہمیت کو پرزور الفاظ میں بیان کیا ہے۔..... اللہ کا شکر ہے کہ اس زمانے میں بھی چند ایسے افراد موجود ہیں جو دینِ اسلام کی حمایت کرتے ہیں اور اس کے دفاع میں پیش پیش ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے جو اپنی زبان سے لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے ہیں، گمراہوں کو راہِ راست دکھاتے ہیں، غیر مذاہب کی تردید میں کتابیں لکھ کر دینِ اسلام کی مدد کرتے ہیں۔ ان میں فنِ مناظرہ کے امام جناب مولوی سید ابوالمنصور صاحب اور ان کے فرزند جناب مولوی سید نصرت علی صاحب ہیں، جو اہلِ کتاب سے مناظرہ کرتے ہیں۔ اس زمانے میں یہ دونوں کتابیں لکھ کر اسلام کی کماحقہٗ حمایت کرتے ہیں۔ ان کی بعض کتابیں اطراف و جوانب میں شائع ہو چکی ہیں، لیکن زیادہ کتابیں کم آمدنی اور زیادہ خرچ کی وجہ سے ابھی تک طبع نہیں ہو سکیں گر اہلِ اسلام مصارف میں ان کی مدد کریں تو یہ کتابیں چھپ جائیں۔ چونکہ یہ دونوں اس دور میں دینِ اسلام کے مؤید ہیں، اس لیے تمام اہلِ اسلام پر ان کی تائید واجب اور لازم ہے۔

نصرت علی صاحب نے اخبار "ناصر الاخبار" کی ادارت دین کی حمایت کے لیے اختیار کر لی ہے۔ اسلام کے جملہ مؤیدین میں سے جناب منشی محمد قاسم صاحب متخلص بہ غم، جو کہ مطبع قاسم الاخبار کے مالک ہیں، نے حمایتِ دین اور دفاعِ مومنین میں اس حد تک بڑھ گئے ہیں کہ انھوں نے ایک رسالہ "منشورِ محمدی" پادریوں کے اخبار "شمس الاخبار" کے رد میں جاری کیا ہے۔ چونکہ اس کا اطلاق عام طور پر مسلمانوں پر اور بالخصوص مسلمانانِ ہند پر تھا، اس لیے موصوف اس رسالہ کے اخراجات برداشت کرنے سے عاجز آ گئے ہیں۔ لہٰذا انھوں نے اس کی ادارت مسلمانوں کی ایک جماعت کے سپرد کر دی ہے اور یہی حال "ناصر الاخبار" کا ہے۔ اسلام کے ان حامیوں کی آمدنی قلیل ہے اور اخراجات زیادہ ہیں۔ مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ وہ ان کی مدد نہیں کرتے۔ ان مسلمانوں پر افسوس ہے جو خود اپنے دین کی نصرت میں ہاتھ نہیں بٹاتے۔ اور نہ وہ حامیانِ دین کی مدد کرتے ہیں۔ ہندوستانی مسلمانوں کی عدم نصرت کے شواہد میں سے مدرسۃ العلوم ہے۔ آخر میں مسلمانوں سے استدعا کی گئی ہے کہ وہ اخبار "منشورِ محمدی" اور مولوی سید ابوالمنصور صاحب کی کتابوں کی طباعت و اشاعت میں مدد کریں۔

عربی زبان کی فضیلت

شروع میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ زیرِ حوالہ اخبار کے اجرا کے مقاصد میں سے ایک یہ بھی تھا کہ عربی زبان کی ترویج و اشاعت کی جائے اور مسلمانوں میں شوق پیدا کیا جائے کہ وہ اس زبان کو سیکھیں تاکہ اس طرح مسائل شرعیہ کے جاننے میں آسانی ہو۔ اس اخبار کے ۱۸۷۲ء کے مختلف شماروں میں ایک مضمون قسط وار شائع ہوتا رہا جس میں دوسری زبانوں پر عربی زبان کی فضیلت ثابت کی گئی —— اس میں عربی لسانیات کی جامعیت اور معنویت کے بہت سے پہلو واضح کیے گئے ہیں اور دلیل کے طور پر شواہد بھی پیش کیے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک شمارے میں اس امر کی توضیح کی گئی ہے کہ عربی زبان میں بہت سے ایسے الفاظ موجود ہیں کہ [illegible] دوسری زبان میں کریں تو ایک لفظ کی بجائے متعدد الفاظ کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کی تائید میں الفاظ کی ایک فہرست مع اردو ترجمہ دی گئی ہے۔ ان میں سے چند الفاظ یہاں نقل کیے جاتے ہیں:

عربی الفاظ	اردو ترجمہ
الغسق	رات کا پہلا حصہ
وسمی	مینہ کی بوچھاڑ کی پہلی بوندیں
باکورہ، بکور، بکورہ۔	کسی درخت یا پھل کا پہلا میوہ
النحص	پانی کا پہلا گھونٹ
النعاس	نیند کا پہلا غلبہ
طلیعہ	فوج کا پہلا حصہ جو آگے رہا کرتا ہے
عنفوان	ابتدائے جوانی [9]

اسی مضمون کی ایک دوسری قسط میں اس نکتے کی وضاحت کی گئی ہے کہ انگریزی زبان کے بہت سے الفاظ عربی سے ماخوذ ہیں۔ اس دعوی کے ثبوت میں الفاظ کی ایک فہرست دی ہے جو تقریباً دو صفحات پر مشتمل ہے۔ عربی لفظ کے سامنے اسی رسم الخط میں انگریزی لفظ دیا ہے جو اس سے ماخوذ ہے۔ قارئین کے لیے اس فہرست میں سے منتخب الفاظ درج کیے جاتے ہیں، اور ان کی سہولت کے لیے اصل صورت میں

---

۹ النفع العظیم لاھل ھذا الاقلیم۔ ۳۰ اپریل ۱۸۷۲ء

انگریزی اخبار کا اضافہ بھی کیا جاتا ہے۔

عربی	انگریزی	اصل انگریزی لفظ
امیرالبحر	ادمیرل	Admiral
الکحل	الکحل	Alcohol
شرب	ابسارب	Absorb
علیل	ایل	Ill
قطن	کاٹن	Cotton
کافور	کمفور	Camphor
اطلس	اطلس	Atlas
شراب	سیرپ	Syrup
قندیل	کینڈل	Candle
قال	کال	Call
حار	ہاٹ	Hot
ارض	ارتھ	Earth
میل	میل	Mile
نبیل۔ نبل	نوبل	Noble
کفن	کافن	Coffin
قام	کم	Come
خلیفہ	خالف (، کالف]	Caliph
الفیلہ	الفنٹ	Elephant
مخزن	میگزین	Magazine
فردوس	پرادایس	Paradise
عصفور	سپارو	Sparrow

عربی	انگریزی	اصل انگریزی لفظ
لیمون	لیمن	Lemon
اصطبل	اسطیبن	Stable
جدول[۱۱]	شیڈول	Schedule

۱۱۔ النفع العظیم لاھل ھذا الاقلیم - ۲۳ جولائی، ۱۸۷۲ء

علم حدیث میں پاک و ہند کا حصّہ

از ڈاکٹر محمد اسحاق

مترجم: شاہد حسین رزاقی

برعظیم پاک و ہند کے مسلمان علم حدیث کو فروغ دینے میں ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں اور یہاں کے علما و محدثین اور ان کے قائم کردہ مکاتب حدیث کی تعلیم اور ترقی و اشاعت کے لیے ہر ایک دور میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ اس کتاب میں فاضل مصنف نے سندھ میں صحابہ و تابعین کرام کے ورود اور قدیم ترین مراکز حدیث کے قیام سے لے کر تعلیم و اشاعت حدیث کے دور جدید کے آغاز اور دارالعلوم دیوبند کی تاسیس تک اسلامی ہند میں حدیث کی ترویج و اشاعت اور تعلیم و ترقی کی تاریخ بڑی تلاش و تحقیق سے قلم بند کی ہے اور محدثین کے مختصر حالات اور ان کی تصانیف کے بارے میں مفید معلومات بھی درج کیے ہیں۔

علم حدیث اور اس کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والوں کے لیے یہ کتاب بہت اہم اور ضروری ہے۔

قیمت: ۱۶/۰۰ روپے

ملنے کا پتہ: ادارۂ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور